

قرآن حکیم متقین کیلئے ہدایت ہے!

قرآن حکیم کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے کہ یہ متقین کیلئے ہدایت ہے۔ ھُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ-2) عمومی طور پر ہدایت کی ضرورت گمراہوں اور گنہگاروں کو زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کو ان کے بجائے سب سے پہلے متقین کیلئے ہدایت کیوں قرار دیا گیا، جو پہلے ہی سے پرہیزگار ہیں۔ جب ہم متقین لفظ کے معنی و مفہوم کو سمجھ لیں گے تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ قرآن حکیم کو متقین کیلئے ہدایت کیوں قرار دیا گیا۔ حکیم الاسلام مولانا عبید اللہ سندھیؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تقویٰ ایک استعداد اور صلاحیت ہے کہ جس کے ذریعہ انسان انصاف کرنے کا اہل بنتا ہے۔ لہذا جو شخص قرآن کی دنیا میں داخل ہو گا وہ یہ استعداد حاصل کر لے گا۔ ایسے لوگوں کیلئے ہی قرآن اپنی ہدایت کے دروازے کھولتا ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ تقویٰ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب "غنیۃ الطالبین"

کے حوالے سے پیغمبر کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ قرآن کی یہ آیت تقویٰ کا مکمل احاطہ کرتی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۗ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النحل ۹۰)

ترجمہ: (مسلمانو!) اللہ حکم دیتا ہے کہ (ہر معاملے میں) انصاف کرو، (سب کے ساتھ) بھلائی کرو اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرو۔ اور تمہیں روکتا ہے بے حیائی کی باتوں سے، ہر طرح کی برائیوں سے اور ظلم و زیادتی کے کاموں سے۔ وہ نصیحت کرتا ہے تاکہ (سمجھو اور) نصیحت پکڑو۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی تقویٰ کا ذکر ہوا ہے، وہاں تقویٰ کی جن

خصوصیات کا ذکر ہے، وہ خصوصیات مذکورہ آیت کی تشریح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں یہ واضح حکم ہے کہ انصاف

قائم کرنے والے بن جاؤ یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ (إِعْدِلُوا ۗ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۗ) (المائدہ-۸)

مذکورہ آیت میں تقویٰ کی اس تشریح کا واضح بیان ہے۔

یہ واضح ہوا کہ قرآن کہ ہدایت عدل و انصاف کی راہ پر گامزن اور اس کے طلبگار کیلئے ہے۔ جو آدمی انسانیت اور عدل و

انصاف کے مطابق زندگی گزارنا ہی نہیں چاہتا وہ قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کر سکتے گا۔

عدل و احسان کیا ہے؟

إِنَّ اللَّهَ يُمِرُّ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ - (النحل - ۹۰)

ترجمہ: (مسلمانو!) اللہ حکم دیتا ہے کہ (ہر معاملے میں) انصاف کرو۔

عدل کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز ہمارے اپنے نفس کیلئے چاہئے، اُس چیز پر ویسا ہی حق دوسرے کا بھی تسلیم کیا جائے۔ پیغمبر کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کریں جو آپ اپنے نفس کیلئے پسند کرتے ہیں۔

وَإِلْحْسَانٍ - اور سب کے ساتھ بھلائی کرو۔ احسان کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ انسان جس کے ساتھ نیکی کرتا ہے، اس کی ضرورت کی حد تک جو ان کا حق بنتا ہے وہ انہیں دے دے۔ لیکن اگر کوئی اپنا حق بھی چھوڑ دے تو اُسے "احسان" کا اعلیٰ درجہ کہا جائے گا۔ جب کسی کی بد حالی کی صورت حال سامنے ہو تو پھر احسان کو چھوڑنا خلافِ عدل ہے۔ احسان کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ فرمانبردار بندہ اللہ کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھ کر اللہ کی خاطر نیکی کے کام کر کے "فی سبیل اللہ" کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں کہ ایسے آدمی پر جب کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اوپر، اس کے آسپاس اور اُس کے سامنے اُس کا مددگار بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کے ذریعہ اس کی مدد کرتا ہے جو جتلائے بغیر اس کے مددگار بنتے ہیں۔ بندہ جب قدرت کی ایسی شان دیکھے گا تو اُسے اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا قانون یاد آجائے گا۔

وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ فِيں احتیاج کی قید نہیں، بلکہ خود آگے بڑھ کر اقارب کی بحال کاری میں مددگار بننا ہے۔ والا رحام۔ یہ تین کام یعنی: عدل، احسان اور ایثار ذی القربی واجب ہیں اور تقویٰ کی روح ہیں۔ اسی طرح تقویٰ کی زندگی کیلئے دیگر تین کام اور ہیں:

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۗ (النحل - ۹۰)

- 1) الْفَحْشَاءِ یعنی بے حیائی کے کاموں سے رکتنا۔ انسان جس کام کو لوگوں سے چھپاتا ہے اور دل میں اُس کام کی خرابی اُسے کھٹکتی ہے یعنی ضمیر ملامت کرتا ہے تو وہ کام بے حیائی میں شمار ہوگا، جس سے بچنا تقویٰ ہے۔
- 2) منکرات یعنی جن کاموں کو انسانی معاشرہ جرم قرار دیتا ہے ان کاموں سے پرہیز کی جائے۔
- 3) الْبَغْيِ انارکزم سے پرہیز کی جائے۔ یعنی سماج میں عدل و انصاف کے قیام کیلئے جو ادارے اور حکومت بنائی جاتی ہے، ان سے اس طرح بغاوت کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے فساد و انارکزم کا اندیشہ ہو، لیکن اگر اکثریت کے اوپر چند افراد کی آمریت و استبداد قائم ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے منکر بن جائیں تو اس کی تبدیلی کیلئے انقلاب کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ بھی تقویٰ کی زندگی کا لازمی تقاضا ہے۔

یہاں تقویٰ کی تعریف میں تین چیزیں کرنے کی اور تین چیزیں نہ کرنے کی ہیں۔ اُن چھ چیزوں کا تعلق انسان کی انسانیت کے ساتھ ہے۔ انہیں جس قدر ملحوظ خاطر رکھے گا، اس قدر اسکی انسانیت ترقی کرے گی۔ جو انسانیت اس دنیا کی زندگی میں عدل (بالعدل)، احسان (والاحسان) اور اجتماعیت (وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ) کے جذبات سے مزین ہے اور جو انسان اپنے

ضمیر کی خوبصورتی کو تہس نہس نہیں کرتا، اپنے معاشرتی اقدار کو پائمال نہیں کرتا اور جو آدمی سماجی معاہدہ کا باغی نہیں بنتا، قرآن ایسے انسان کیلئے سراپا ہدایت ہے۔ وہی لوگ متقی ہیں۔ قرآن میں ایسے لوگوں کی دیگر خصوصیات یہ بیان کی گئی ہیں کہ وہ لوگ اپنے دُور کے انتہائی معتبر اور نیکوکار افراد پر اعتماد کر کے وحی کی ہدایت کی روشنی میں غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ صلوة قائم کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور جوابدہی پر قائم رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق انہیں عطا ہوا ہے، اس میں سے بے حساب خرچ کرتے ہیں۔ وہ قرآن اور اس سے قبل کی الہی کتابوں کو مانتے اور ان ادیان پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر پل پل کا حساب کتاب دینے پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو خود کو اللہ کی نازل کردہ ہدایت کی اہل ثابت کرتے ہیں۔ اور ہدایت کے حصول کے نتیجے میں انہیں فوز و فلاح حاصل ہوتی ہے۔ (البقرہ - ۱-۵)

قرآن کی ہدایت وہی لوگ حاصل کر سکیں گے جو خود بھی ہدایت کے متلاشی ہوں اور بنی نوع انسان کی ہدایت، فلاح اور سعادت کیلئے درد مندی اور فکر مندی رکھتے ہوں۔ بنی نوع انسان کی ابتدا سے ان کی ہدایت و فلاح کیلئے انبیاء اور مصلحین کی سعی و جدوجہد کا ایک طویل پسمنظر ہے۔ اسی پسمنظر میں انسانی کارواں کو ترقی کے منازل طے کرانے کی فکر مندی اور تڑپ رکھنے والے لوگوں کیلئے ہدایت کے خزانے ہیں۔ خود پیغمبر کریم ﷺ کے متعلق قرآن میں آپ ﷺ کی اسی تڑپ کو بیان کیا گیا ہے :

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ (النحیٰ - ۷)

ترجمہ : (اے پیغمبر!) ہم نے دیکھا کہ ہماری تلاش میں ہو، ہم نے خود ہی تمہیں اپنی راہ دکھلائی۔ اسی تڑپ کا تعلق انسان کی عملی زندگی سے ہے۔ جو آدمی سماج میں انسانیت کی فلاح اور ترقی کیلئے چند کام بطور فرض ذمہ لے لیتا ہے، انسانوں کو ان کے تخلیقی مقاصد کی تکمیل میں ان کا معاون بننے کی فکر مندی رکھتا ہے۔ لوگوں کو معرفتِ خداوندی کے ساتھ منسلک کرنے کیلئے سعی و کوشش کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے افراد کیلئے آگے بڑھنے کے راستے آسان فرما دیتا ہے۔ فرمانِ الہی ہے :

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۗ (عنکبوت - ۶۹)

ترجمہ : اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں سعی و کوشش کی، ضروری ہے کہ ہم بھی ان پر اپنی راہیں کھول دیں۔